مکاتیب

(۱)

گرامی قدر جناب محمد عمار خان ناصر۔زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کی شان دار تالیف ''حدود وتعزیرات ۔ چند اہم مباحث'' نظر نواز ہوئی۔اس عنایت پر سراپا سپاس ہوں۔رسیدگی پر فوری ہدیہ تشکر اس لیے نہیں ارسال کر سکا کہ کتاب کے حوالے سے چند سطور تحریر کرنے کا ارادہ تھا، لیکن ہنوز اس خواہش کی تکمیل نہیں کر سکا، اس لیے سوچا کہ تاخیر سے ہی سہی، کتاب ارسال کرنے پر شکر یہ ادا کر دیا جائے۔بہت مدت بعد کسی فقہی موضوع پر انتہائی سلیقے سے لکھی گئی کوئی کتاب پڑھنے کو میسر آئی ہے۔کوشش کروں گا کہ اپنی پسندیدگی کے پہلوؤں کو تفصیل سے قلم بند کر سکوں۔

کتاب پر مولانا زاہد الراشدی کا پیش لفظ اور اس کے بعد آپ کے ایک خاندانی بزرگ کا تہنیت نامہ (مطبوعہ الشریعہ) پڑھ کر خوشی دوبالا ہوئی اور بے ساختہ یہ شعر ذہن میں آیا۔

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی ۔۔۔ وہ تیرگی جو مرے نامہ سیاہ میں تھی

آپ کے توسط سے ان دونوں حضرات گرامی کی خدمت میں عرض ہے۔

جو میں کہہ دوں تو سمجھا جائے مجھ کو دار کے قابل ۔۔۔ جو تو کہہ دے تو تیری بزم کا دستور ہو جائے

تاہم میرا مشاہدہ ہے کہ علماء حق کا فرمودہ ہر کلمہ ''کلمہ حق'' ہوتا ہے اور اس پر ایمان نہ لانے سے ''کراچی سے پشاور تک'' فتووں کی توپوں کے دہانے کھل جاتے ہیں۔

اگر کتاب کے سب سے اہم متدل ''عقل عام'' کی کہیں وضاحت ہوتی تو شاید بہت سی گتھیاں سلجھ جاتیں، کیونکہ عقل عام کی بنا پر کئی ممالک میں شراب نوشی، لاٹری اور ہم جنسی از دواج کو قانونی تحفظ دیا گیا ہے اور سزائے موت کو عقل عام کی بنا پر کبھی ختم کیا جاتا ہے اور کبھی رائج کر دیا جاتا ہے۔مسلمانوں میں بھی غیر منصوص مسائل میں عقل عام سے فیصلے کرنے کا اختیار اپنے اندر بے پناہ کشش رکھتا ہے، مگر عقل عام کی حدود دار بعہ کا تعین کیسے ہو؟ جب کہ مختلف طبقات اور ادوار میں مختلف ثقافتی، معاشی اور سماجی پس منظر کے حامل افراد کی عقل عام با یک دگر مختلف نظر آتی ہے۔

(ڈاکٹر) محمد طفیل ہاشمی۔اسلام آباد

(۲)

مکرم ومحترم جناب مولانا مفتی عبدالواحد صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

''حدود وتعزیرات۔ چند اہم مباحث'' کے حوالے سے آپ کی تنقیدی تحریر موصول ہوئی۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے خیر خواہی اور اصلاح کے جذبے سے علمی اسلوب میں میرے نقطہ نظر پر تنقید کی ہے۔ ان شاء اللہ اسے 'الشریعہ' کے آئندہ شمارے میں شائع کر دیا جائے گا۔ اگر ممکن ہو تو از راہ کرم اس کی سافٹ کاپی مجھے ای میل کروا دیں۔ شکریہ!

جہاں تک آپ کے تبصرے سے اتفاق یا عدم اتفاق کا تعلق ہے تو میرے ناقص فہم کے مطابق آپ کی موجودہ تحریر بحث میں کسی ایسے نکتے کا اضافہ نہیں کرتی جس کی روشنی میں، مجھے اپنے نقطہ نظر پر فوری نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہو۔ ان میں سے دیت کے حوالے سے میرے موقف پر آپ نے ''سنت کی تشریعی حیثیت کو بالکل نظر انداز'' کرنے، ''منکرین حدیث کی سی بات کرنے'' اور ''مقادیر میں عقل وقیاس'' کو دخل دینے کی پھبتیاں کسی ہیں جو میرے موقف کی نہایت ناروا ترجمانی ہے، اس لیے کہ زیر بحث نکتہ سرے سے یہ ہے ہی نہیں۔ زیر بحث نکتہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت کی جو مقدار مقرر فرمائی، وہ تشریع کے دائرے کی چیز ہے یا قضا اور سیاسہ کے دائرے کی۔ میں نے قرآن مجید کے نصوص کی روشنی میں یہ اخذ کیا ہے کہ شارع دیت سے متعلق قوانین کی عملی صورت کو کوئی مخصوص شکل نہیں دینا چاہتا، بلکہ اس نے اس معاملے کو 'معروف' پر منحصر قرار دیا ہے، اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر اہل عرب کے معروف کو اختیار فرمایا تو وہ اسی اصول کا ایک اطلاق تھا اور جس طرح معروف سے متعلق دیگر تمام معاملات میں تغیر وتبدل کی گنجایش مانی جاتی ہے، اسی طرح اس معاملے میں بھی یہ گنجایش موجود ہے۔ یہی صورت مرد اور عورت کی دیت میں فرق کی ہے۔ اگر قرآن یا سنت میں یہ قرار دیا گیا ہو کہ ایسا کوئی فرق شرعی طور پر لازم ہے تو اس سے سرتابی کی مجال نہیں، لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو صحابہ کی آرا اور فتاویٰ کو بھی اہل عرب کے عرف پر مبنی سمجھنا چاہیے، نہ کہ ایک ابدی شرعی حکم کی حیثیت دے دینی چاہیے۔

اس رائے پر تنقید کا درست طریقہ یہ تھا کہ آپ یہ واضح فرماتے کہ قرآن کے نصوص 'دیة مسلمة' اور 'اتباع بالمعروف' سے اس معاملے کا معروف پر منحصر ہونا ثابت نہیں ہوتا اور یا کم از کم یہ بتاتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے دیت کی مقدار اور عاقلہ وغیرہ کے معاملات میں اہل عرب کے جس معروف کو اختیار کیا، اس کے ابدی شرعی حکم ہونے کے الگ سے یہ اور یہ دلائل ہیں۔ 'دیة مسلمة' کے تحت جصاص کے استدلال کے دفاع میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے، وہ میرے لیے ناقابل فہم ہے، اس لیے کہ بالفرض نکرہ یہاں تعظیم کے لیے ہو (جس کا نہ کوئی قرینہ ہے نہ ضرورت)، تب بھی اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ متکلم اس سے دیت کی کسی معہود مقدار کی طرف اشارہ کر کے اس کی پابندی کی ہدایت کر رہا ہے؟ نکرہ تعظیمی سے یہ استدلال آخر عربیت کے کس اصول کے تحت درست ہے؟

زنا کی سزا کے ضمن میں بھی یہی صورت حال ہے۔ آپ کی بیان کردہ توجیہ کی بنیاد نساء کی آیت ۱۵ کو شادی شدہ خواتین سے جبکہ آیت ۱۶ کو غیر شادی شدہ عورت سے متعلق قرار دینے نیز قرآن مجید میں رجم کی آیت کو منسوخ التلاوۃ دون الحکم ماننے پر مبنی ہے۔ میں نے ان دونوں نکتوں کے حوالے سے جو اشکالات اپنی کتاب میں اٹھائے ہیں، ان کا کوئی تشفی بخش جواب آپ کی توجیہ سے نہیں ملتا۔

بہر حال اتفاق یا اختلاف سے قطع نظر کرتے ہوئے، میں دوبارہ آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ایک طالب علم کی آرا کو علمی تنقید کا موضوع بنانے کی ضرورت محسوس کی اور اس کے لیے اپنا قیمتی وقت فارغ کیا۔ میں امید رکھتا ہے کہ آپ کی